(غلام گردش)

"اَلرسولؐ"

درویش، بابےاورصوفی انتہائی خطرناک لوگ ہوتے ہیں۔انتہائی قلیل مدت میں انتہائی سادگی سے آپ کا سب کچھ اپنے چوغہ کی جیب میں ڈال لیتے ہیں۔پھراطمینان سے پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں۔لاکھ بتانے پر پہچانتے نہیں۔پوچھنے پر نہ انکارکرتے ہیں اور نہ ہی اقرار۔پرآپ کوکسی بھی مصیبت یاالم میں گرفتار دیکھ کرسب کچھ واپس لوٹادیتے ہیں اوروہ بھی سودسمیت۔یہ تمام لوگ راہِ عشق کے مسافر ہیں۔انکے قافلے میں کون کون شامل ہیں،صرف یہی جانتے ہیں۔میں ان لوگوں سے بہت دوررہنے کی بھرپورکوشش کرتاہوں۔پر یہ کوشش ہمیشہ ناکام ہوتی ہے۔شائد میں دوررہنے کی کوشش کرتاہی نہیں ہوں۔

آئرلینڈ کاصوفی مزے میں ہے۔اسطرح کی شاعری کرتاہے کہ انسان حیران رہ جاتاہے کہ خدایا، یہ سب کچھ کیسے لکھ پارہاہے۔بہت دنوں سے بات نہیں ہوئی۔درویش کی صحبت سے بھی دوررہ ہاہوں۔مگرذہنی طور پرشائدزیادہ نزدیک۔اپنے اردگردایک "ملامتی حصار" بناچکاہوں۔اس دائرہ میں بہت عرصہ تک اپنے آپ سے بھی ملاقات نہیں ہوتی۔مگرعجیب بات ہے کہ میرا یہ بندوبست اس قدرکمزورہے کہ کوئی نہ کوئی اپنی غیراعلانیہ آمدسے بربادکرڈالتاہے۔میں سوچتارہتاہوں کہ بالاخریہ مردِصحرامیرے پاس کیسے اورکیونکرپہنچا۔بلکہ اب توکبھی کبھی یہ بھی خیال ذہن میں باربارآتاہے کہ میں ہی کیوں!یہ لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں۔آخرکیوں۔مجھے اس سوال کا جواب نہیں مل رہااورسچ تو یہ ہے کہ میں چاہتا بھی نہیں کہ مجھے کسی قسم کا جواب ملے۔جوبھیجتاہے،ذمہ داری اسکی ہے۔میں نے توکبھی خواہش ہی نہیں کی۔

تھوڑی دیرکیلئے شعوراورلاشعورکی منزل سے باہرنکل جایئے۔استدلال اورمنطق کی ڈوریاں کھول دیجیے۔ایسے ایسے مشکل سوال ملیں گے کہ آپ ششدررہ جائینگے۔مگرمشکل ترین سوال کا جواب بھی الماری کے ایک خانہ میں موجودہوگا۔مسئلہ یہ ہے کہ کیا آپکوجواب کے خانہ تک رسائی کی اجازت ہے کہ نہیں۔تمام گھتیوں کے سلجھاؤ کی چابی صرف ایک منزل پرموجودہے اوروہ ہے عشق اورصرف عشق۔بہرحال یہ لکھتا لکھتا کہاں پہنچ گیاہوں؟

فون پردوسری طرف سے آوازآئی کہ قادری بول رہاہوں۔آواز میں عجیب ساخلوص اوراپنائیت تھی۔کون قادری، میں تو آپکونہیں جانتا۔یہ میرافوری ساجواب تھا۔لندن سے بول رہاہوں۔بتاناتھاکہ پاکستان آرہاہوں اورملناچاہتاہوں۔اب اسکا کیاجواب دوں۔اسکے بعدمیں حسبِ عادت بھول گیا۔کئی ہفتے گزرگئے۔ذہن سےفون اورگفتگوسب کچھ تحلیل ساہوگیا۔بیس دن پہلے دوبارہ فون آیا کہ میں پاکستان آچکاہوں اورملتان میں ہوں۔بزرگوں کاایک عرس ہے اسکااہتمام کررہاہوں۔میں چپ ساہوگیا۔پرکوشش کے باوجودبھول نہ سکا۔لہجہ میں قیامت کی سادگی اوربے ساختگی تھی۔چنددن پہلےفون آیا کہ شام کوآپکے گھرآرہاہوں۔عین اسی وقت کسی اورجگہ سے پیغام آیا کہ ایک گھنٹہ تاخیرہوجائیگی کیونکہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار پرحاضری ہے۔میں مختلف کڑیاں ملانے کی کوشش کرتارہا۔لندن،ملتان اورپھروقت کے بادشاہ کامزار۔یہ شخص کون ہےاورمیرے پاس کیوں آرہاہے۔

خیر تشریف لائے اور ملاقات ہوئی۔ ساتھ دو اور صاحبان بھی تھے۔ باتیں شروع ہوگئیں۔ قادری صاحب شکل سے بالکل عام سے مولوی معلوم ہو رہے تھے۔ لمبی سی داڑھی اور حلیہ بھی انتہائی سادہ۔ پہلا ذہنی جھٹکا اس وقت لگا جب بتانے لگے کہ انکی تعلیم کیا ہے۔ برسلز یونیورسٹی سے قانون کی اعلیٰ ترین ڈگری لے چکے ہیں۔ ایل ایل ایم کی۔ بات یہاں نہیں رکتی۔ برطانیہ کی اعلیٰ ترین یونیورسٹی سے انٹرنیشنل ریلیشنز (International Relations) میں پی ایچ ڈی بھی کر رکھی ہے۔ مانچسٹر میں ایک سرکاری نوکری کر رہے ہیں۔ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ دنیا کے اعلیٰ ترین مقامات سے تحصیل علم کے بعد ایسا حلیہ کہ میرے جیسے جاہل کو گمان گزرے کہ بالکل عام سے مولوی ہیں۔ خیر مولوی کبھی عام نہیں ہوتا۔ یہ بھی علم و فضل کا ایک باعزت مقام ہے۔ خیر باتیں ختم کرنے سے پہلے سادگی سے میرے ہاتھ میں اپنی تصنیف شدہ ایک کتاب تھما دی۔ عنوان دیکھ کر میں ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ "اَلرسولؐ" کے عنوان سے لکھی ہوئی یہ کتاب مجھے دیتے ہوئے کہنے لگے کہ مجھے یقین ہے کسی نہ کسی دن آپ اس کتاب کے متعلق ضرور لکھیں گے۔ میں حیران صرف اسلئے ہوا کہ اس وقت میں بعینہ یہی سوچ رہا تھا کہ میں اس کتاب پر ضرور لکھونگا۔ مگر میرے ذہن کی بات اس شخص کو کیسے معلوم ہوئی۔ میرے لئے یہ حیرت کا مقام تھا۔ پر شائد بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ قادری کے ساتھ دو شخص اور بھی تھے۔ ایک تو مانچسٹر میں کسی میڈیا ہاؤس سے منسلک، اور دوسرے ایک سادہ سے "عاشقِ رسولؐ"۔ انکا تعلق جلال پور پیر والہ سے تھا اور وہاں کوئی کاروبار کر رہے تھے۔ خیر ان دونوں سے کوئی زیادہ بات نہ ہو سکی۔ بات تو خیر قادری صاحب سے کھل کر نہ ہو پائی۔ کیونکہ نشست میں وقت کا پتہ ہی نہیں چل سکا۔

کتاب پڑھنی شروع کی تو حیرت اور عقیدت کا ایک باب کھلنے لگا۔

فروغِ اسمِ محمدؐ ہو بستیوں میں منیر
قدیم یاد نئے مسکنوں سے تازہ ہو (منیر نیازی)

یہ قیمتی شعر اس کتاب کے آغاز میں لکھا ہوا تھا۔ منیر نیازی سے بہت تعلق رہا۔ ان کے اکثر اشعار زیرِ غور رہے۔ پر یہ شعر پہلی بار نظر سے گزرا۔ میرا خیال ہے کہ منیر نیازی کی مغفرت اور بلند مقام پر فائز ہونے کیلئے یہ ایک شعر ہی کافی ہے۔ کتاب شروع کی تو آغاز سے ہی قادری کی شخصیت ایک دم صفحہ سے باہر آنے لگی۔ آقاؐ کی سیرت پر قلم اٹھانا ہرگز ہرگز معمولی بات نہیں ہے۔ یہ مقام ادب ہے۔ یہ پہلی سیرت ہے جو "ادبی فکر" سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کی پیشانی پر بھی یہی کچھ درج ہے۔ ادب کا یہ عالم ہے کہ ہر جگہ ایک کامل شعر کے حکم کو سامنے رکھا گیا ہے۔

باب جبریل کے پہلو میں ذرا چپکے سے
فخرِ جبریل کو یہ کہتے ہوئے پایا گیا
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا

یہ ضرور عرض کرونگا کہ اس کتاب کے مسودہ کی تصحیح ایک عجیب مگر پر سوز طریقے سے کی گئی ہے۔ قادری صاحب مسودہ لیکر آقاؐ کے

دربار چلے گئے۔وہاں حرم نبوی میں بلند آواز سے مسودہ پڑھنے لگ گئے۔جہاں کہیں خدشہ محسوس ہوا تو دل میں تصحیح کا خیال آجاتا۔تمام مسودہ ریزہ ریزہ ہوکر خود دربار میں پڑھ کر سناڈالا۔اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے۔چند فکری سوالات کی لازماً گنجائش تھی۔باب ابوبکر صدیقؓ سے حرم سے نکلتے ہوئے اچانک ملاقات حمزہ یوسف سے ہوگئی۔اپنے سوالات انکے سامنے دوہراڈالے۔جواب حسب منشا ملے۔اوراسطرح تدوین کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔میں نے آج تک حمزہ یوسف کی تالیف نہیں پڑھی۔لیکن اب تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کیا پڑھا ہےاور کیا رہ گیا ہے۔لگتا ہے کہ جو کچھ بھی پڑھا ہے،اصل میں وہی نہیں پڑھا۔

اس کتاب میں ایک اور خاص بات ہے۔لکھنے کا کام بھی روضہ رسولؐ سے شروع ہوا تھا۔یہ 1990 کی بات ہے۔معراج کی رات تھی۔قادری صاحب سترہ سال کے وقفہ سے مدینہ پہنچے تو یہ وہی خاص شب تھی۔ایک ہفتہ مدینہ میں روضہ پر قیام رہا۔اور کتاب "اَلرسولؐ" کی تصنیف کا کام شروع ہوا۔لازم ہے کہ موضوع اتنا ادب کا حامل ہے کہ لکھتے لکھتے کئی سال لگ گئے۔اس طرح اس کتاب کی تصحیح بھی وہیں ہوتی رہی۔اس پر میں گزارش پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔

"حب رسولؐ" وہ جذبہ ہے جو کسی تعلیم کا محتاج نہیں۔آقاؐ سے عشق بذات خود منزل بھی ہے اور ایک سفر بھی۔غالب نے فارسی میں کیا کمال شعر کہا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

آں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

عشق ہی وہ دریا ہے جس میں نہ تیرنا ممکن ہے اور نہ ڈوبنا۔یہ کیفیت کیسے شروع ہوتی ہے اور کیسے انسان اپنی ہستی سمیت اس میں شرابور ہوجاتا ہے،اس بارے میں کچھ نہ کہنا بہتر ہے۔اس دریا کے پانی سے جو فیضیاب ہوگیا،وہ ساری عمر کے لئے بارآور ہوگیا۔دلیل اور عقل اس دریا کے کنارے ہاتھ باندھ کر کھڑی رہتی ہے۔کیونکہ جہاں ایک کی حد ختم ہوتی ہے تو دوسرے کی حد شروع ہوتی ہے۔اسے سمجھے بغیر،اس گنجل کو کھولا نہیں جاسکتا۔مگر گرہ کو کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔گرہ کو گرہ ہی رہنا چاہیے۔

اب ایک اور نکتہ کی طرف آتا ہوں۔آپ ظاہری صورت سے کسی کو پرکھتے ہوئے سنگین غلطی کر سکتے ہیں۔ضروری نہیں کہ اس راہ کے مسافر نے دھونی رچائی ہوئی ہو اور لنگوٹ کس کر کسی مزار پر براجمان ہو۔یہ سب کچھ تو باطنی لباس سے ہی ممکن ہے۔صرف اور صرف باطنی لباس سے۔ایک مغرب زدہ انسان پینٹ کوٹ میں ملبوس ہوکر بھی "بابا" ہوسکتا ہے۔ایک ظاہر میں " کلین شیو" شخص بھی سلوک کے قافلہ کا مسافر ہوسکتا ہے۔سب کچھ اس فیض کی بات ہے جو نہ صرف کائنات پلٹ دیتا ہے بلکہ شائد آپکو مکمل طور پر بدل دیتا ہے۔یہ تبدیلی آپ محسوس کر سکتے ہیں پر بتا نہیں سکتے۔

پر اب میرا اپنے آپ سے سوال ہے۔آئرلینڈ کا صوفی،درویش،قادری سرکار اور اب احمد قادری،یہ سب کچھ میری "ملامتی فصیل" پر کیوں حملہ آور ہوتے ہیں۔میں سائنس کی دنیا کا آدمی ہوں۔عمل اور ردِعمل پر یقین کرنے والا عام سا شخص۔یہ اس "ملامتی حصار" کو اپنی باتوں سے برباد کر ڈالتے ہیں اور میں صرف سوچتا رہ جاتا ہوں کہ آخر میں ہی کیوں! آخر کیوں!

راؤ منظر حیات

Dated:20-12-2015